رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

# بدر

قادیان

ایڈیٹر تعمیر قاسم علی احمدی

جلد (۱۵) | قادیان مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر (۱۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل و کرم سے بصحت معافیت ہیں۔ اور آپ کے اندرونی و بیرونی دشمن خائب و خاسر۔ ٹریبیون کی احمقانہ خبر سے جس قدر تشویش پھیلی تھی۔ اُس نے ہر دشمن پنہاں اور آشکارا پر ظاہر کر دیا کہ احمدیہ قوم کا ہر فرد اپنے امام حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کا کس قدر جان نثار اور فدائی و شیدائی ہے تعجب ہے۔ کہ بعض اندرونی دشمن اب تک بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ (خاک بدہان دشمناں) دراصل تو فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن اس خبر کو اس لئے مخفی رکھا گیا ہے۔ کہ باہر کے لوگ نہ آجائیں۔ اور کسی کو خلیفہ بنالیں۔ پہلے کسی کو خاندان رسالت سے خلیفہ بنالیں۔ تو پھر اس خبر کو ظاہر کرینگے۔ اور بعض یہ بکتے ہیں۔ کہ چونکہ آج کل مستریوں وغیرہ کے کئی مقدمے ہو رہے ہیں۔ اور ان میں بعض الزامات ثابت ہو گئے ہیں۔ اسلئے خلیفہ صاحب غم کے مارے فوت ہو گئے۔ اور بعض یہ بکواس کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ صاحب کا ایک خط جو کسی کے نام انہوں نے بھیجا تھا جس میں لکھا تھا۔ کہ ہم دو ہزار روپیہ دینگے۔ اگر تم مستریوں کو قتل کر دو۔ وہ خط پکڑا گیا ہے۔ اس خوف سے فوت ہو گئے غرض عجیب و غریب باتیں سننے میں آتی ہیں۔ مگر یہ بے شرم اتنا نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جس طرح پہلی خبر متعلق وفات جھوٹی ثابت ہو کر خبر دینے اور لکھنے والوں کی رو سیاہی کا موجب ہو گئی۔ اسی طرح یہ سب بیہودگیاں اور گندگیاں جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہیں۔ کس طرح باقی رہیں گی۔ اور اُن کا جھوٹ ہونا جب کھل گیا۔ تو پھر ہمارے لئے کونسی مرٹھی ہو گی۔ جسمیں بھسم ہو کر دفن ہونگے۔ خدا کی شان بعض غیر احمدیوں نے وفات کی خبر سنکر اور پھر اس کا جھوٹ ہونا معلوم کر کے ہی فوراً حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت کی ہے۔ ان بیحیاؤں کو جو ایسی اوچھی باتیں کرتے اور جھوٹی خبریں گھڑتے ہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ خدا جس نے اپنے ہاتھ سے محمود بشیر الدین۔ فضل عمر نام دیکر اس کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اس نے پہلے سے ہی جبکہ وہ پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اسکے متعلق بشارت دی تھی کہ وہ لمبی عمر والا ہو گا۔ اور ہر ایک اندھیرا جو اسکے اوپر دشمنوں کی طرف سے آئیگا۔ اس کو میں اپنے فضل سے دُور کرونگا۔ پس اے دنیا کے ناہنجار کیڑو ایسی بداقبالوں سے تم اس ماہ چہار دہم کو چھپا نہیں سکتے۔ نہ اپنی مرادوں میں کامیاب ہو سکتے ہو۔ یہ وہ اولوالعزم خلیفہ ہے۔ کہ تم سب کو

## بد باطن دشمن

جسے آدمؑ کہا حق نے ہے اس کے اہل سے نفرت!
یہ اے نقاشِ بد باطن! تری شیطاں نوازی ہے

کیا محمود نے اسلام کو غالب دلائل سے
یہی ہے رُوحِ فاروقی۔ یہی شانِ حجازی ہے

ذرا اس مستریٔ بدگہر سے جا کے پوچھو تو
ترا اسلام کیا بدکاری و بہتاں طرازی ہے؟

اگر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو تو دیکھو گے
کوئی تم میں سے بدکردار کوئی بے نمازی ہے

کئی نقاش کو اب تک مسلماں کہتے ہیں لیکن
حقیقت یہ ہے کہ وہ دشمنِ دینِ حجازی ہے

سمجھتے ہو ہمیں کمزور تم اور بے سروساماں
مگر ہر ایک ہم میں سے یہ سُن رکھو کہ غازی ہے

تعجب کیا ہے آیا قادیاں میں گر نبی اللہ!
جسے چاہے بنا دے اس کی شانِ بے نیازی ہے

مسیحِ وقت نے کہہ بھی دیا ہم ہیں "نبی اللہ"
مگر جاری (زباں) پر آپ کی اب تک "مجازی" ہے

نہ ہے ذوقِ جنوں محمود کو حاصل اسیری میں
نہ خادم حلقۂ الفت خمِ زلفِ ایازی ہے

درخواست گرک اور دیانتداری کو تمہارے وجود سے پاک کر کے پھر کامیابی کا تاج پہنے ہوئے اپنے محبوب کے پاس سے جا کر ملیگا۔ تمہارے منہ کی پھونکوں سے یہ نور بجھنے والا نہیں ہے۔ تو بہ کرو۔ اپنی شرارتوں سے باز آؤ۔ تا خدا تم پر رحم کرے۔ ورنہ یہ بھی تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ کہ از شفقت ایں خبر بگوش تو اں رسانند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبروں کا گلدستہ

(از ہمیں)

شملہ ۱۲ رجون۔ پشاور کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ چار اور پانچ جون کی درمیانی شب کو آفریدی بہت بڑی تعداد میں ضلع پشاور میں داخل ہو گئے۔ آفریدیوں نے مشہور کر دیا۔ کہ اُن کا ارادہ چھاؤنی پر حملہ کرنے کا ہے اور مقامی خلیل اور مہمندوں کے دیہات والوں کو شرکت دعوت دی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اور حملہ نہیں ہوا۔ لشکر گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک بڑی جماعت رات کی تاریکی میں مغرب کی پہاڑیوں کی طرف چلی گئی۔ لیکن متعدد گروہ حدود ضلع ہی میں رہے۔ اور شہر کے جنوب کیطرف چھاؤنی کے نواح میں باغات میں گھس آئے۔

صبح کو موقع کے ملاحظہ سے معلوم ہوا۔ کہ درخت کاٹ دیئے گئے تھے۔ اور پشاور سے بانا فورٹ جانے والی سڑک کے نیچے کی نالیاں تباہ کر دی گئی تھیں۔ پشاور کوہاٹ روڈ پر بھی درخت کاٹ دیئے گئے ہیں۔ آفریدیوں کے تین سو اور چار سو کے درمیان افراد کی جماعتیں کھجوری میدان کے مغرب کی طرف واپس جاتے ہوئے دیکھی گئیں۔ ان پر رائل ایر فورس نے حملہ کیا۔ جس میں بظاہر کچھ کامیابی ہوئی۔ پانچ تاریخ کی صبح کو پشاور سے آفریدیوں کو کوہاٹ اور باڑا کی سڑکوں کے درمیانی رقبہ سے نکالنے کے لئے فوج کا ایک کالم روانہ ہوا۔ جو غنیم کے مختلف گروہوں کے ساتھ شام تک نبرد آزما رہا۔ پشاور شہر سے جنوبی علاقہ کی حالت کی وجہ سے اُن کے نکالنے میں مشکل پیدا ہو رہی ہے۔ اس قسم کی کارروائی میں تھوڑا بہت نقصانِ جان لازمی ہے۔ جو فوج کو اٹھانا پڑا ہے۔ لیکن تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔ (ر۔ پ)

## پشاور سے چار میل کے فاصلہ پر معرکہ کارزار

لاہور۔ ۹ رجون۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ نے بادشاہ گل کے قبائلی لشکر جو پشاور پر چڑھائی کر رہا تھا کے خلاف حملوں کی پہلی مفصل کیفیت شائع کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ پیادہ اور اسوار فوج۔ ہوائی جہازوں اور توپ خانہ نے متفقہ طور پر ان حملوں میں حصہ لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قبائلی لشکر کو منتشر کر کے انہیں پسپا کر دیا گیا۔ چونکہ پشاور کے نواح میں قبائل کے لشکر کی موجودگی سے شہر سخت خطرے میں تھا۔ اس لئے توپخانہ سے کام لینے کا فیصلہ کیا گیا۔ بدھ کی صبح کو سولھویں پیک بیٹری شب قدر قلعہ سے چل کر متاکی چوکی سے آدھ میل کے فاصلہ پر ایک نالہ میں متعین ہو گئی۔ صبح سات بجکر اکتالیس منٹ پر گولہ باری شروع ہوئی۔ جو آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اور ٹھیک ان غاروں کے منہ پر آگ برسائی گئی۔ جہاں بادشاہ گل کے آدمی چھپے ہوئے تھے۔ ہوائی جہاز بھی حملہ میں شریک تھے۔ اور جہاں کہیں قبائل کے لوگ نظر آتے تھے۔ ان پر بم برسائے جاتے تھے۔

جمعرات کو اس خبر کے پہنچنے پر تازہ جوش پھیل گیا۔ کہ آفریدیوں کا ایک لشکر جس میں کم سے کم سات ہزار تک اشخاص کی شرکت کا اندازہ ہے۔ پشاور پر چڑھائی کر رہا ہے۔ معلوم کیا گیا ہے۔ کہ صورت حالات نہایت خطرناک تھی۔ اس لئے زبردست کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

جمعرات کی صبح کو نوشہرہ کی فوج کا دستہ برگیڈ۔ سی۔ اے۔ ایل۔ وارڈ کی سرکردگی میں حملہ آوروں سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ فوج کے اس دستہ نے ایک مثلث نما رقبہ میں کارروائی شروع کی۔ جس کے ایک طرف پشاور شہر دوسری طرف بارا فورٹ اور تیسری طرف کوہاٹ روڈ واقع ہے۔ سرحدی رجمنٹ اور ۲/۵ گورکھا فوج پشاور شہر سے چار میل کے فاصلہ پر بارا روڈ پر اور ایک اور پلٹن کوہاٹ روڈ پر متعین تھی۔ اور (ہوورزز) بڑی توپیں ان افواج کی مدد کے لئے موجود تھیں۔

ادھر ایک رسالہ کے برگیڈ نے کرنل ہارٹلے کی سرکردگی میں جس میں ۱۵/۱۹ ہسارز گائڈز کیولری اور ۲۰ ویں ہندوستانی سوار فوج شامل تھی کوچ کیا۔ اور قبائل والوں پر حملہ کر کے اُن کو پیچھے ہٹانا شروع کیا۔ عام حملہ نہیں ہو سکا۔ کیونکہ قبائلی لشکر حیرت انگیز تیزی کے ساتھ منتشر ہو گیا۔ اور صرف حملہ آوروں کے چھوٹے چھوٹے گروہوں اور گشت کرنے والی فوج کی جماعتوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک لڑائی میں سرحدی رجمنٹ کے ایک پلاٹون کے تین آدمی کام آئے۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے برطانوی افواج میں ۱۵/۱۱ ہسارز کا صرف ایک سپاہی ہلاک ہوا ہے۔ اور کچھ سپاہی کم و بیش شدید زخمی ہوئے ہیں۔ لیکن لڑائی کی ایک خصوصیت یہ تھی۔ کہ بہت تھوڑے آدمی زخمی ہوئے ہیں۔

زمین کی شکستہ حالت اور دیہات والوں کے پناہ دینے کی وجہ سے تمام حملہ آوروں کو نکال باہر کرنا ناممکن ہوا اور رات کو حدود کے تار کے ایک میل کے اندر منتشر شدہ جماعتیں ابھی تک موجود تھیں۔

علی الصبح چار سو آفریدیوں کی ایک جماعت نے فی الواقع شہر کے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر لنڈی گاؤں کے نواح میں پیشقدمی شروع کر دی۔ رات سے پہلے پہلے افواج واپس بلا لی گئیں۔ اور ضروری کارروائی کی گئی۔ چند ایک برطانی عورتیں اور بچے پشاور کلب میں پہنچا دیئے گئے لیکن رات کے دوران میں صرف ایک حادثہ رونما ہوا۔ آدھی رات کے وقت گشت کرنے والا رسالہ بارا روڈ پر جا رہا تھا۔ کہ اس پر رائفلوں کے فائر کئے گئے۔ جمعہ کو بھی حملہ جاری رہا۔ کیونکہ لشکر کے منتشر شدہ باقی گروہوں کو ڈھونڈ نکالنا ابھی تک بہت مشکل تھا۔ ان کی چھوٹی جماعتیں اپنی جانیں بچانے کے لئے پہاڑیوں کی طرف بھاگتی دیکھی گئیں ان پر بم گرانے کے لئے ہوائی جہاز بھیجے گئے۔ جنہوں نے ان گروہوں کو جو ابھی تک میدان ہی میں تھے۔ بہت نقصان پہنچایا۔

اس کے بعد اور لڑائیاں نہیں ہوئیں۔ اور جب افواج واپس پشاور پہنچیں۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ تمام لشکر چلا گیا ہے۔ اور چند ایک آفریدی باقی ہیں تو وہ پناہ گزیں ہیں۔ جو دیہات۔ نالوں اور شہر کے گرد گھنے باغات میں چھپے ہوئے ہیں۔ میدان میں جو لاشیں ملیں۔ اُن کے معائنہ سے نیز جو ایک دو قیدی ہاتھ آئے۔ اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ لشکر میں مختلف قبائل کے لوگ شریک تھے۔ کوکی خیل جن کا علاقہ شہر کے قریب ہے۔ حملہ میں شامل نہیں ہوئے۔

بمبئی ۷ رجون۔ قلعے کے رقبے میں یورپین دوکانوں پر پکٹنگ کا دوسرا دن بھی حادثے کے بغیر گذر گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


# فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ارجون سنہ ۱۹۳۰ء


## حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا مکتوب بنام جناب وائسرائے ہند

## مسز نائیڈو کو رہا کر دیا جائے

(۱)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے حسب ذیل مکتوب حال ہی میں جناب وائسرائے ہند کی خدمت میں ارسال فرمایا ہے۔ جس میں نہایت مؤثر انداز سے مسز نائڈو کی رہائی کی طرف توجہ دلائی ہے :۔

جناب من

میں جناب کی توجہ ایک خاص امر کی طرف پھرتے ہوئے امید کرتا ہوں۔ کہ آپ اس پر ہمدردانہ طور پر غور کریں گے۔

جناب کو یہ امر اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ میں اور میری جماعت قانون کے توڑنے کی تحریکوں کا بڑی سختی سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور ہر قسم کی دھمکیوں اور مار پیٹ کے باوجود احمدیہ جماعت امن کے قیام کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ ہم یہ سب کام ملک کا اخلاق بلند رکھنے کے لئے کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کی خوشنودی کا حصول یا اس سے کسی قسم کا نفع حاصل کرنا ہمارے مدنظر نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے ایک سچے دوست کی طرح جس موقع پر گورنمنٹ سے کوئی غلطی ہو۔ یا اس سے کمزوری کا ارتکاب ہو۔ تو ہم گورنمنٹ کو متوجہ کرنے سے بھی نہیں جھجکتے۔ اسی اصول کے ماتحت میں جناب سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ گو قانون شکنی ایک مجرمانہ فعل ہے۔ لیکن ہمیشہ قانون کا لفظی منشاء لینا بھی بعض دفعہ اچھا فعل نہیں ہوتا۔ جناب کو معلوم ہے۔ کہ مسز نائیڈو ملک کے ہر طبقہ اور ہر قوم میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اُن کے ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے دوستانہ طریق نے جو جگہ اُن کی ملک کے تمام افراد کے دلوں میں پیدا کر رکھی ہے۔ جناب اس سے ناواقف نہیں ہو سکتے۔ ہارسانہ کے ذخیرہ نمک پر حملہ کرنے کے جرم میں انہیں نو ماہ قید کی سزا دی گئی ہے۔ اُن کے یا کسی اور کے قانون شکنی کے ارادہ کو تو میں کسی صورت میں جائز نہیں سمجھتا۔ لیکن میرے خیال میں سیاسی جدوجہد کی بنا پر عورت کے لئے جیل خانہ کا مقام تجویز کرنا بھی ایک ایسا طریق ہے جو صرف انتہائی صورت میں اختیار کیا جانا چاہیئے۔ اور خصوصاً مسز نائیڈو جیسی عورت کے لئے جو ملک کے نہایت ممتاز اور روشن ضمیر لیڈروں میں سے ہونے کے علاوہ ایک مشہور شاعرہ بھی ہیں۔ پس میں جناب کی اس نجابت سے جو برطانوی قوم کے تمام کاموں میں ظاہر ہوتی چلی آئی ہے۔ اور جس کی وجہ سے برطانیہ ہمیشہ عورت کے بارے میں وسعت حوصلہ دکھاتا رہا ہے۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ مسز نائیڈو کی آزادی کا اعلان کر کے اس امر کا ایک مزید ثبوت دیں۔ کہ برطانیہ عورت کی عزت کرتا ہے۔

جہاں تک میرا خیال ہے۔ مسز نائڈو کا جرم ایک اصطلاحی جرم ہے۔ کیونکہ جیسا کہ انہوں نے خود بیان کیا ہے۔ کانگریس کی مجلس عاملہ کے مشورہ کے ماتحت انہوں نے عملاً اس حملہ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور صرف اپنے ماتحتوں کے ساتھ جذبۂ وفاداری دکھانے کیلئے اور بزدلی کے الزام سے بچنے کے لئے انہوں نے سب ذمہ داری کو اپنے اوپر لے لیا ہے۔ لیکن کیا اگر ایک عورت نجابت و نبالت کے سے جذبات کا اظہار کر سکتی ہے۔ تو برطانیہ کے نمائندہ اور حضور ملک معظم کے جانشین کے لئے اس سے بہتر نجابت کا نمونہ دکھانا ضروری نہیں ہے؟

میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ عورتوں کے ذریعہ سے قانون شکنی کی مہم سر کرانے کی خواہش ایک بزدلانہ خواہش ہے۔ اور اگر ایسے موقعہ پر گورنمنٹ کو قانون کے احترام کے لئے کچھ کرنا پڑتا ہے۔ تو اس کی آئینی ذمہ داری گورنمنٹ پر عائد نہیں ہو سکتی۔ لیکن باوجود اس کے میرے نزدیک عورت کا شرف ایک ایسا امر ہے۔ کہ اگر کانگریس والے اس کا خیال نہ بھی رکھیں۔ تو بھی گورنمنٹ کو حتی الوسع اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

میں اس بارہ میں کانگریس کے ارباب حل و عقد سے بھی خط و کتابت کر رہا ہوں۔ اور میرے نزدیک کانگریس کے ذمہ دار حلقہ کو بھی ملکی آزادی کی جدوجہد کے اس حصہ میں عورتوں کے شریک ہونے کو بالکل روک دینا چاہیئے۔ جس کا لازمی نتیجہ جیل خانہ ہو۔ کیونکہ اس طرح خود کانگریس پر بھی بزدلی کا اعتراض آتا ہے۔

آخر میں میں جناب کی توجہ اس امر کی طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ مندرجہ بالا وجوہات کے علاوہ مسز نائڈو کا رہا کیا جانا موجودہ حالات میں ملک کی فضاء کے بہتر بنانے میں بھی بہت ممد ہو سکتا ہے۔

۵ رجون سنہ ۱۹۳۰ء (الفضل)

## "اسلامی دنیا"

یہ اخبار مصر سے شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس کے تین نمبر اس وقت تک نکل چکے ہیں۔ اسکے مدیر جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی خلف اکبر اخویم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان ہیں۔ یہ اخبار نہایت موزوں بڑی تقطیع عمدہ کاغذ پر ٹائپ کے خط میں بزبان اردو نکلتا ہے۔ اس میں مفید اور اعلیٰ مضامین اور غیر ممالک اسلامیہ کے واقعات اور ضروری خبریں ہوتی ہیں۔ اس میں ممالک اسلامیہ کے مشاہیر اسلام کی تصویریں معہ انکے حالات کے طبع کی جاتی ہیں۔ نہایت دلچسپ اور مفید اخبار جسکی اہل ہندوستان کو اشد ضرورت تھی۔ جو ممالک اسلامیہ میں رہکر کوئی قابل انسان شائع کرتا۔ وہ اس اخبار کے ذریعہ مکرم عرفانی صاحب نے ہندوستان کو چھوڑ کر اور مصر میں بیٹھ کر پوری کر دی ہے۔ اب ضرورت ہے۔ کہ اس کی اشاعت اتنی کثرت سے ہو۔ کہ ممالک اسلامیہ کا اردو زبان میں نکلنے والا اہل ہند کا مایۂ ناز ایک واحد اخبار ہو جائے۔ یہ پرچہ ہر انگریزی

ISLAMI DUNYA
Service Egyptek Chazetek Makamnak Adja Meg: 1441

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# رند امرت سری
## یا
# چودھویں صدی کا یہودی
## (۲)

## حاجی صاحب اور انصاف

امرت سری رند حاجی اہلحدیث ۹ مئی کے قتل و قتال والے عنوان کے دوسرے نمبر میں "خدارا انصاف" کی سرخی دیکر لکھتے ہیں:۔

"خدارا انصاف کرو کہ (بقول خود) دنیا کے ۹۰ کروڑ مسلمانوں کی ماؤں کو زناکار بنانے والے کا بیٹا اور امت مرزائیہ سے تنے پر آپے سے باہر ہو جانے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص اس کی مستورات کا حال لکھکر کہتا ہے۔ کہ مجھ سے اس کا ثبوت لو۔ قادیانی ممبرو! ام تامرکم احلامکم بھذا ام انتم قوم طاغون۔ انصاف شرط ہے۔ کہ جو کام تمہارے مسیح موعود نبی اور رسول نے کیا۔ وہی کوئی اور شخص کرے تو اس پر اتنا خفا ہو جاؤ۔ کہ اس کا قتل بھی جائز کر دو ؎

ہوا تھا کبھی سر قلم ناصحوں کا
یہ تیرے زمانہ میں دستور نکلا"

## جواب اور ایک سو روپیہ انعام

حاجی صاحب نے اس پیرے میں انصاف کا ذکر کر کے غالباً اس بات کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ آپ کو انصاف اور منصفانہ سیرت سے کوئی خاص ہی لگاؤ اور تعلق ہے لیکن جناب کے حالات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہی معلوم ہوگا۔ کہ انصاف کا پہلے درجہ کا دشمن اگر کوئی شخص ہے تو وہ حاجی رند امرت سری ہے۔ آپ کی لائف کے وہ سارے حالات جو بے انصافی کے خمیر سے مخمر ہیں۔ ان سب کا ذکر کرنا تو ایک لمبی رام کہانی ہے۔ خود انصاف کی سرخی کے نیچے جو بے انصافی کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اس میں سے کچھ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

۱۔ حاجی صاحب تو لکھتے ہیں کہ "۹۰ کروڑ مسلمانوں کی ماؤں کو زناکار بنانے والے کا بیٹا"

مگر حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا" یعنی تمام مسلمان "ذریۃ البغایا" سے الگ ہیں۔ اور "ذریۃ البغایا" کو تمام مسلمانوں سے مستثنےٰ کیا جاتا ہے۔

اب حاجی صاحب خدارا انصاف فرما کر بتائیں۔ کہ جو شخص مستثنےٰ منہ اور مستثنےٰ کو محض دھوکا دہی کے طور پر ایک قرار دیکر مسلمانوں کو ہی "ذریۃ البغایا" قرار دے۔ وہ کہاں کا منصف اور اس کی کہاں کی انصاف پسندی تسلیم کی جا سکتی ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ تو کل مسلم کو مستثنےٰ منہ قرار دے رہے ہیں اور "ذریۃ البغایا" کو مستثنےٰ لیکن رند مولوی دونوں کو ایک ہی کشتی قلم میں لاتا ہے۔ اور پھر ایک قرار دینے میں بھی وہ پہلو ملحوظ رکھتا ہے۔ جو اپنی فطرت عالیہ کی مناسبت سے آپ کو اپنے قریب کا معلوم اور محسوس ہونے سے اقرب نظر آتا ہے۔ اب انصاف کرو۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ ۹۰ کروڑ مسلمانوں کی ماؤں کو زناکار بنانے والے ہیں۔ یا امرت سری حاجی پدی رُخ مولوی رند زمانہ؟

### ایک سو روپیہ انعام

حاجی صاحب۔ میں آپ سے علمی طور پر آپ کی فاضلانہ شان کو پیش نظر رکھتے ہوئے پوچھتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے فقرہ "کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا" کا مطلب جو آپ نے یہ سمجھا ہے کہ تمام مسلمان ذریۃ البغایا ہیں اس کے لئے یہ فقرہ جو حضرت مرزا صاحبؑ نے لکھا ہے اس سے واقعی از روئے انصاف اور از روئے قواعد علم نحو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مستثنےٰ منہ اور مستثنےٰ دونوں میں کچھ بھی فرق نہیں۔ اور معنے اور مطلب کے لحاظ سے دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اور یہ کہ مستثنےٰ منہ موصوف اور مستثنےٰ صفت ہوتا ہے۔ اگر آپ اس فقرہ سے یہ ثابت کر دیں۔ تو ہم آپ کو ایک سو روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ کس قدر ظلم ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ تو اپنے کلام میں ذریۃ البغایا کو تمام مسلمانوں سے مستثنےٰ کر رہے ہیں۔ اور ظالم اور انصاف کا دشمن حاجی امرتسری رند ہے کہ ظلم اور بے ایمانی کی راہ سے مستثنےٰ کو مستثنےٰ منہ کی صفت بنا کر اپنی فطرت اور نفسیت کا پردہ پھاڑ رہا ہے۔ جو نہ علمی قواعد کے رُو سے درست اور نہ ایمان اور حیاء کے اقتضاء سے جائز۔ کیا اس سیاہ روئی اور بدبختی کے ساتھ "انصاف انصاف" کہنا کیا خود انصاف کے معزز وصف کو بدنام کرنا نہیں تو اور کیا ہے ؎

ثناء اللہ تیرا انصاف تیری اصطلاحوں میں
یقیناً بے حیائی ہے مظالم کا ہے ہم معنے

پھر میں یہ بھی پوچھتا ہوں۔ کہ کیا حاجی ثناء اللہ بتا سکتا ہے۔ کہ مباہلہ والوں نے جو کچھ حضرت خلیفۃ المسیح کی مستورات کے متعلق ناجائز الزامات کی صورت میں شائع کیا۔ وہ ۹۰ کروڑ مسلمانوں کی ماؤں کی وجہ سے بطور انتقام کے تھا۔ کیونکہ آپ نے اس موقعہ پر ۹۰ کروڑ مسلمانوں کی ماؤں کا ذکر کرتے ہوئے مباہلہ والوں کے بدترین اور غیر شریفانہ پروگنڈا کا ذکر بطور تائید کے پیش کیا ہے۔ حالانکہ مرزا صاحبؑ نے جب آئینہ کمالات اسلام میں "ذریۃ البغایا" کا فقرہ لکھا تھا مباہلہ کا ایڈیٹر اس وقت ابھی اپنی منحوس ماں کے بطن سے بھی کنارہ کش نہ تھا۔ اس وقت البتہ امرت سری رند موجود تھا۔ لیکن اس وقت بلکہ بعد ازاں بھی وہ اس بات کا اظہار نہ کر سکا۔ اور کرتا بھی کیونکر اشتہار "غضب حق بر جاہل مطلق" نے رند امرت سری کی والدہ ماجدہ اور آپ کی پاک ولادت کا ذکر نہایت ہی انصاف سے مزین الفاظ میں پیش کر کے تا بخانہ باندر سانید پر عمل کر دکھایا تھا۔ اور وہ اشتہار گو شرفاء کے نزدیک غلط اور خلاف حقیقت ہو۔ لیکن مولانا ثناء اللہ مولوی فاضل امرت سری کی اصطلاح میں جو انصاف کے معنوں کیلئے بطور ایجاد بندہ کے ان کی اپنی خانہ زاد ہے۔ اس کے رُو سے وہ انصاف پر ہی مبنی سمجھے جانے کا مستحق تھا۔ پس اس وجہ سے حاجی ثناء اللہ کو "ذریۃ البغایا" کے فقرہ کے متعلق کبھی بھی چون وچرا کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ ہاں منشی عبدالکریم ایڈیٹر مباہلہ کے ناجائز الزامات کا لگانا اور اس کے متعلق حاجی صاحب کا یہ لکھنا کہ "وہ کہتا ہے کہ مجھ سے اس کا ثبوت لو"۔ اس سے ثبوت طلب کرنا ایسا ہی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسا کہ اشتہار "غضب حق" والا مولوی ثناء اللہ کو کہے۔ کہ مجھ سے اس بات کا ثبوت لو۔ میں مولوی صاحب کی والدہ اور ان کی ولادت کے متعلق ثبوت دینے کے لئے طیار ہوں کیا مولوی صاحب اس سے ثبوت لینے کے لئے تیار ہونگے؟ گو دونوں باتوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ کہ مولوی صاحب کے متعلق الزامات لگانے والا ایک موحد اور نیک اور اہلِ علم اور امرت کے شریف مسلمانوں سے ایک معزز وجود ہے۔ اور مسٹری عبدالکریم ایڈیٹر مباہلہ وہ شخص ہے جو اپنے گھر کے ناگفتہ بہ اور ناپاک حالات کو جو اس کے اپنے خاندان کے متعلق تھے شائع کرنے سے نہیں متردد ہوا۔ محض اس لئے کہ کسی طرح خلیفۃ المسیح بدنام ہو جائے حالانکہ دنیا میں کوئی بازاری عورت بھی باوجود پیشہ زناکاری کے اپنی کرتوت کا کہیں ذکر کرنا پسند نہیں کرتی۔ چہ جائے کہ اخبارات میں اپنا ذکر شائع کرے کرائے۔ لیکن مباہلہ والے ہیں کہ ان میں بازاری عورتوں سے بھی کم احساس ہے۔ کیا ایسے مباہلہ والوں کا یہ کہنا کہ خلیفہ کی مستورات کے متعلق ثبوت پیش کرتا ہوں۔ مجھ سے ثبوت لو۔ کچھ وقعت رکھتا ہے۔

اس کے بعد ہاجی صاحب کا یہ لکھنا کہ "جو کام تمہارے مسیح موعودؑ نے کیا وہی کوئی اور شخص کرے۔ تو آپ اس پر اتنے خفا ہو جاؤ۔ کہ اس کا قتل بھی جائز کر دو" اس کے جواب میں کیا عرض کیا جائے۔ آپ میں تو نہ غیرت کی حس ہے۔ نہ آپ محسوس کر سکتے ہیں۔ کہ غیرت کسے کہتے ہیں۔ اور شرفاء کے نزدیک اس کی کیسی قدر ہے۔ اس لئے حق اور راستی کی تائید میں نہ کہ جھوٹ اور باطل کی تائید میں معززانہ حیثیت کے ساتھ غیرت کا اظہار کرنا عند الشرفاء غیر مستحسن نہیں۔ آپ کو حضرت عمرؓ کی غیرت کا علم نہیں۔ کہ آنحضرتؐ کے متعلق آپ ذرہ ذرہ سی خلاف بات کے سننے کو بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اور بے ادبی کا کلمہ سنتے ہی جھٹ جوش میں آکر تلوار کو میان سے باہر نکال لیتے تھے۔ لیکن کجا صحابہؓ کا اخلاص اور غیرت مومنانہ اور کجا علماء ھم شرٌ من تحت ادیم السماء" کی صفت کے علماء سوء کے اخلاق نامرضیہ۔ باقی رہا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ کہا اگر کوئی اور شخص وہی کہے۔ یا وہی کرے۔ تو اس پر خفا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ مجسٹریٹ اگر کسی کو بدمعاش یا زانی یا ڈاکو قرار دیکر اس کا اظہار کرے یا کسی کو سزا دے۔ تو رعیت سے ہر کس و ناکس اس ملزم کو تو ایسا کہہ سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے سوا اگر کسی دوسرے کو جس کو مجسٹریٹ نے ملزم قرار دیکر سزا نہیں دی کوئی شخص الزام لگا دے تو وہ یقیناً مجرم کہلائے گا۔ مثلاً حدیث میں آنحضرتؐ نے علماء سوء کو شرٌ من تحت ادیم السماء فرما کر ذریۃ البغایا سے بھی بدتر ٹھہرایا ہے۔ تو بیشک مولوی ثناء اللہ بھی علماء سوء میں سے کسی کے متعلق ایسا کہہ سکتا ہے۔ یا مثلاً قرآن نے یہود کے شرفاء اور قریش کے معززین کی نسبت اور ان کے معبودوں کی نسبت سخت سے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کہیں خنزیر اور بندر کہیں کتے اور گدھے کہیں شر الدواب کہیں شر البریۃ عتل بعد ذالک زنیم تک فرما دیا۔ تو مولوی ثناء اللہ قرآن و حدیث کی اتباع میں ان کی نسبت ایسا کہہ سکتا ہے۔ نہ کہ ہر شخص نیک و متقی اور معزز کو جس کے متعلق کوئی الزام حاکم مجاز کی طرف سے نہیں لگا بدمعاش چور ڈاکو وغیرہ کہہ کر قابل سزا ٹھہرے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحبؑ کا فقرہ ذریۃ البغایا جو آنحضرتؐ کے فقرہ حدیث کے مفہوم کے مقابل کم درجہ میں ہے قابل اعتراض ہے۔ اور مسٹری عبدالکریم کا اس کے مقابل مقدس مستورات پر الزامات لگانا جائز ہے۔ تو پھر اسی میزان اور معیار سے آپ لوگوں کا آنحضرتؐ کے متعلق بھی کیا سلوک ہونا چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے بھی آخر امت محمدیہ کے علماء کی نسبت "شر من تحت ادیم السماء" کا فتویٰ دیا ہے۔ جو اپنے مفہوم کے لحاظ سے ذریۃ البغایا کے فتوے سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔

**پھر آپ کا فقرہ کہ "اتنے خفا ہو جاؤ۔ کہ اس کا قتل بھی جائز کر دو" کا جواب یہ ہے۔** کہ قتل کس نے کیا؟ کیا حاجی صاحب آپ جواز کا حوالہ کہیں سے دکھا سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح تو بصورت الزام صحیح بھی قاتل کے فعل قتل کو ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا قتل بصورت غیرت اور بمحل انتقام دنیا کا کوئی انسان ناجائز نہیں سمجھتا۔ لیکن احمدی جماعت اور اس کا امام تو تقویٰ اور شریعت حقہ اسلامیہ کے حدود کا پاس یہانتک رکھتا ہے۔ کہ اُسے پہاڑ کو تباہ کر دینے والا جذبہ غیرت بھی اس پاس ادب کی وجہ سے اپنے اندر دبانا پڑتا ہے پس اس صورت میں اپنے اس شعر پیش کردہ کو کہ ؎

"ہوا تھا کبھی سرقلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانہ میں دستور نکلا"

بنظر ثانی ملاحظہ فرمائیے گا۔ کہ اس شعر کے پیش کرنے کا یہ کونسا محل تھا؟

قاصد کون تھا؟ کس نے بھیجا۔ کس طرف بھیجا گیا؟ کس مقصد کے ساتھ بھیجا گیا؟ کیا ہاجی صاحب آپ اسکی وضاحت کر سکتے ہیں؟ ذرا وضاحت کیجئے۔ پھر اس کا جواب سن لیجئے۔ ابھی تو اس کے متعلق اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس شعر کو اس بے محل موقع پر چسپاں کرنے والا جہالت اور عبادت کا منسوب الیہ ہے۔ جو ابھی تک الفاظ کو اپنی جگہ استعمال کرنا بھی نہیں جانتا اور سمجھتا۔

## ہاجی صاحب کا نمبر ۳

ہاجی صاحب فرماتے ہیں۔ اور کیا ہی پر لطف انداز سے فرماتے ہیں کہ۔

"سنو! تمہارے مسیح موعود مرزا صاحبؑ نے ہم سب مسلمانوں کو سؤر اور مسلمانوں کی عورتوں کو کتیوں سے بدتر لکھا ہے۔ سنو! وہ اپنی ایک تصنیف میں ایک عربی شعر لکھتے ہیں ؎

ان العدی صاروا خنازیر الفلا
ازواجھم من دونھن کلاکلب

یعنی ہمارے دشمن جنگلوں کے سؤر ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں"

## جواب اور انعام

**ایک سو روپیہ مزید انعام**

ہاجی صاحب نے اس نمبر میں بھی انصاف۔ تقویٰ۔ اور دیانت۔ امانت سب کا خون کیا ہے۔ کہ جو بات انہوں نے تمام مسلمانوں اور ان کی عورتوں کے متعلق سؤر اور کتیوں کے لفظ سے حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف منسوب کی ہے۔ اور جس عربی شعر کے حوالہ کی بنا پر کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس شعر کے الفاظ میں نہ مسلمانوں کے متعلق لفظ "مسلم" کا استعمال کیا گیا۔ اور نہ ہی لفظ "کل اور بعض" کا استعمال ہوا۔ کہ جس سے مسلمان سارے کے سارے یا بعض مراد ہو سکتے ہوں۔ اور اگر اس شعر میں ہاجی صاحب لفظ "مسلم یا مسلمہ" یا ان کے متعلق لفظ "کل یا بعض" کا دکھا دیں تو ایک سو روپیہ انعام نقد وصول کریں۔ کس قدر ظلم اور کس قدر غضب کی بات ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مرزا صاحبؑ کے الفاظ کی آڑ لے کر بھی ۹۰ کروڑ مسلمانوں کو ذریۃ البغایا قرار دیتا ہے۔ کہیں ان کو سؤر اور ان کی عورتوں کو کتیاں بتاتا ہے۔ کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ تو کیوں مسلمانوں کو ولد الحرام اور سؤر اور کتے مرزا صاحبؑ کے الفاظ کے پردہ میں کہتا ہے۔ اور وہ بھی ایسے الفاظ کے پردہ میں جس کا لباس پہن کر بھی ثناء اللہ ننگے کا ننگا نظر آتا ہے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں پر وار کرنا اور کمینہ حملے کر کے انہیں دکھ دینا اُسے کیا فائدہ دیتا ہے کیا اس عربی شعر کا ترجمہ جسے وہ استدلال کے لئے لکھتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان الفاظ میں اپنی طرف سے یہ پیش نہیں کیا۔ کہ "ہمارے دشمن جنگلوں کے سؤر ہو گئے ہیں۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بدتر ہیں" اس شعر میں تو حضرت مرزا صاحبؑ نے دشمنوں کا ذکر کیا ہے مسلمانوں کا ذکر نہیں کیا۔ اور دشمن آپ کے عہد بھی ہیں عیسائی بھی۔ ہاں امت محمدیہ کی نسبت آپ کا یہ شعر ہے ؎

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیغمبرم

ہاں امت محمدیہ کے علماء کا سلوک جن الفاظ میں آپ کے متعلق پایا جاتا رہا۔ اس کا گندے نمونہ مولوی عبدالحق غزنوی کے ایک خط سے ظاہر ہے۔ جس کی کچھ عبارت حضرت مرزا صاحب نے بطور نمونہ کے اپنی کتاب حجۃ اللہ کے صفحہ ۷ میں نقل کی ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"دس ہزار تیرے پر لعنت لعنت لعنت عشرۃ الف مائۃ۔ کافر۔ اکفر۔ دجال۔ شیطان۔ فرعون۔ قارون۔ ہامان۔ اڑ پوپو۔ وادی کاوحشی کلب یلہث یعنی جنگلی کتا"

یہ الفاظ عبدالحق نے مرزا صاحب کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ کیا ایسے دشمن اگر امت محمدیہ سے بھی ہوں۔ اور ان کی نسبت اور صرف انہی کی نسبت کیا ایسا شور حد اعتدال سے متجاوز معلوم ہوتا ہے۔ اور شعر میں بھی تو لفظ "عدا" کا ہے۔ جس کے معنے خود مولوی ثناء اللہ نے دشمن ہی کئے ہیں۔ پس کیا ایسے دشمنوں کے حق میں اگر یہ شعر لکھا ہو۔ تو کیا شرعاً قانوناً عقلاً اور فطرتاً اس شعر کے متعلق حرف گیری کے لئے کچھ گنجائش نظر آتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن امرتسری کذاب آفرین اور دروغ باف کے متعلق کیا کہا جائے۔ کہ جسے تعصب اور عناد کے نزول الماء کی وجہ سے ایک سیاہ پردوں کی قطار دکھائی دیتا ہے۔ اور جو ایک مخصوص المعنی لفظ کے مفہوم کے اندر بالکل بے تعلق اور بے جوڑ حالات کی وسعت کو زبردستی سے گھسیڑتا ہے۔ ہم دشمنان حضرت مسیح موعودؑ کے وہ ناجائز اور گندے الفاظ جن کو حقیقی معنوں میں گالیاں کہا جاتا ہے۔ اس جگہ نقل کر کے ناظرین فاروق کو دکھ دینا نہیں چاہتے۔ اگر امرتسری رنڈ نے اس کے متعلق کچھ اور لکھا۔ تو پھر ہم کسی قدر اس کی واقفیت کے لئے نقل کر کے بتائیں گے۔ کہ ایسے دشمنوں کو اگر سؤر اور کتے کہا گیا ہو۔ تو بالکل حق بجانب ہے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ پر کوئی اعتراض نہیں آ سکتا۔

فانتظروا!

## ہاجی ثناء اللہ کا نمبر ۴

"قادیانی شرافت پسند اور بھی سننا چاہتے ہو۔ تو سنو۔ لدھیانہ کے ایک واجب العزت بزرگ موحد دیندار پرہیزگار مولوی سعد اللہ نومسلم جو اسلام کی خاطر اپنی قوم اور قومی تعلقات چھوڑ کر اسلام میں آئے۔ مگر اتفاق حسنہ یا شومئی قسمت سے آپ کے مسیح موعودؑ کے مصدق نہ تھے اتنے جرم پر آپ کے رسول مہدی اور مسیح موعودؑ نے ان کو مخاطب کر کے یوں لکھا ؎

آذیتنی خبثاً فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

یعنی تو نے سعد اللہ مجھے تکلیف دی ہے۔ زانیہ کے بیٹے اگر تو ذلت سے نہ مرے تو میں جھوٹا قادیانی

دوستو! خدا کا ڈر نہ سہی مخلوق سے حیا تو ضروری ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ مباہلہ والے آپ کے مسیح موعودؑ کی ملفوظات کے ہزاروں بلکہ لاکھویں حصہ کو بھی پہنچتے ہیں"

## جواب

پارسا ہاجی نے اس چوتھے نمبر میں بھی جس کذب بیانی اور مغالطہ دہی کا نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ بھی انسانیت کے معزز نام کے لئے کچھ کم قابل شرم اور باعث ننگ و عار حرکت نہیں۔ لیکن ہاجی ثناء اللہ کی کس کس پاجیانہ حرکت پر افسوس کیا جائے۔ جو انسانیت کے خوبصورت چہرہ پر بدنما اور بھیانک داغ لگا ہوا ہے۔

ہاجی جی نے سعد اللہ لدھانوی کے نام کے ساتھ بہت سے اعزازی الفاظ بطور خطابات کے پیش کئے ہیں۔ جو بمشکل تین سطروں میں آ سکے۔ بے شک سعد اللہ لدھانوی جو ہاجی ثناء اللہ جیسے مداح اور ثناخواں کی مدح و ثناء سے متصف ہوا ہے۔ اس کے حق میں یہ سب خطابات برعکس نہند نام زنگی کافور کی ضرب المثل کے مطابق بطور ضد کے سمجھنے چاہئیں۔ کیونکہ کاذب کا کذب راستی کے معنوں میں درست نہیں اترا کرتا۔ حدیث میں بھی نفاق کی علامات سے لکھا ہے۔ کہ اذا حدث کذب کہ منافقانہ سیرت کا انسان جب بات کرتا ہے۔ تو ضرور اس میں جھوٹ ملا لیتا ہے۔ پس سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق ثناء اللہ کی ثناخوانی کا یہی معیار ہے۔ اور اگر سعد اللہ لدھانوی کو ایسے ہی خطابات پیش کردہ کا اہل سمجھا جائے۔ تو "غضب حق" نام اشتہار کے مشتہر نے کیا گناہ کیا۔ کہ اس نے ثناء اللہ جیسے نیک اصل اور پاک نسل اور پاکیزہ چال چلن والے انسان کے متعلق بہت ہی بڑی جان کاہی اور ہمت عالیہ سے دینداری کا وہ نمونہ دکھایا۔ کہ جس کے حق میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ وہ لشکر کفار میں تباہی ڈالنے کے لئے غازی کرار اور زندہ نکوکار۔ اور اسلام کا شہسوار۔ عالم باخبر اور عامل باجر دیندار۔ پرہیزگار واجب العزت۔ نہایت بزرگ اور موحد۔ بلکہ موحدین سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مصالح لگی ہوئیں لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ مگر اب مقدس گئوؤں اور سانڈوں کی قبریں بھی دریافت کر لی گئی ہیں۔

مصر میں مقدس سانڈ کا نام ایپس (Apis) رکھا جاتا تھا۔ اس کے رہنے کا مکان اور اس کی پوجا کا مندر "منارہ" میں تھا۔ لیکن ایک اور زمانہ آیا۔ جب کہ سندرا رمنت (Serapeum) میں بدل دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ارمنت میں گئوؤں کا قبرستان بھی بن گیا۔

برٹش سوسائیٹی کی مہم نے دو نو مقامات میں کھدائی کرائی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ منکارہ میں ایپس کا ایک سر ملا۔ مگر اس سر کی زینت نہیں ملی۔ اس لئے یہ فکر دامنگیر ہوئی۔ کہ مقدس سانڈ کا سر کس جگہ مل سکتا ہے۔ اس پر ارمنت کے مقام میں ٹیلوں کی کھدائی شروع کی گئی۔ دو دن کے بعد پتہ لگ گیا۔ کہ سانڈ کی سمادھ نزدیک ہی ہے۔ اور زیادہ کھدائی کے بعد زمین کے اندر سے ایک عمارت نکلی۔ اس میں سے گئوؤں کی لاشیں نکلیں۔ ایک ہفتہ کے اندر مقدس سانڈ کا سر بھی مل گیا۔ معلوم ہوا کہ سر تو کاٹ لیا گیا ہے۔ مگر اس کی زینت کچھ باقی رہ گئی۔ سانڈ کی لاش ایک لکڑی کے تابوت پر رکھی ہوئی تھی۔ اس کے چاروں طرف بہت کچھ آرائش کی گئی تھی۔ اور اس کے سر کا تاج ٹوٹا ہوا ایک طرف پڑا تھا۔ اس سے اتنا پتہ لگ گیا۔ کہ مقدس سانڈوں میں سے ایک کا مسکن اس کی لاش اور اس کا تاج مل گیا ہے۔ اور اس کے ذریعہ قدیم مصر کے اور آثار بھی معلوم ہو جائیں گے۔" (کرم دیرلا ہور ۱۰ جنوری)

فاروق۔ مصر سے ہی ہندوستان میں گائے کی پرستش کی وبا برہمنوں کے ذریعہ پہنچی۔ اسی لئے برہمنوں کو مصری کہتے ہیں۔ کہ یہ مصر سے علم پڑھ کر آئے تھے۔ اور وہاں سے گائے کی پوجا کا تحفہ لائے تھے۔ جس کو ہندوؤں نے نہایت جوش سے قبول کر کے مصریوں کی تقلید کی۔

## درخواست دعا

برادرم مکرم جناب غلام محمد صاحب اختر بی اے بی ٹی ملازم ہیں۔ خدا کے فضل سے احباب کی دعائیں قبول ہو کر وہ ایک حد تک خارق عادت طور پر کامیاب ہو چکے ہیں۔ اب ان کے کاغذات ترقی آخری فیصلہ کے لئے

# پیغامی مشن

## اہلِ پیغام کی بدقسمتی
## اور
## ہماری خوش قسمتی،

(✻)

دنیا کا شاید ہی کوئی انسان اس امر سے ناواقف ہوگا۔ کہ ہر شخص جو اپنی موت سے کچھ عرصہ پہلے وصیت کرتا ہے۔ اس کے پسماندگان کا اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مگر ہمیں اہل پیغام پر نہایت افسوس ہے۔ کہ جس شخص کو وہ نبی مانتے رہے ہیں۔ اس کی وصیت پر بھی عمل نہ کرتے ہوئے لاہور میں کیمپ لگائے چین سے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور حکم اور وصیت کے رسالہ الوصیت صفحہ ۲۵ میں یوں فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔"

یہ اہل پیغام کے لئے نہایت شرم کا مقام ہے اور وہ باوجود یہ جاننے کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے چند سال پہلے بہشتی مقبرہ کی بنیاد حسب وحی الٰہی رکھی۔ جیسا کہ آپ نے اسی رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے:۔

"چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا ہے۔ کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ (الوصیت صفحہ ۱۸)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ہر قسم کی رحمت کے لئے اس قبرستان کو مخصوص کیا۔ مگر اہل پیغام اس سے محروم رہے۔ اور ہمیں اس سے خوشی ہے کہ خدا تعالےٰ نے نہ چاہا۔ کہ اپنے مرسل کی اس سہ بارہ دعا کو رد کرے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی۔ کہ:۔

"پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے قادر کریم اے خدا غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے۔ جو تیرے اس وعدہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔"

اور دعا فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"جو فی الواقعہ تیرے لئے ہو چکے۔ اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔"

اور

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کیطرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔"

وہ اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں۔ سو خدا تعالےٰ نے کی غیرت نے چاہا۔ کہ اپنے فرستادہ کی دعا کو رد کرتے ہوئے ایسے شخصوں کو جو ہر قسم کی رحمت کے قابل نہ ہوں۔ اور اس کے فرستادہ پر سچا ایمان نہ رکھتے ہوں۔ اور فی الواقعہ خدا کے لئے نہ ہو چکے ہوں۔ اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں ہو۔ اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کا موقعہ دے۔ جس کا نام خود اللہ تعالےٰ نے بہشتی مقبرہ رکھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے ایسا نہ چاہا۔ کہ یہ لوگ اس میں دفن ہوں۔ بلکہ ان کو سو کوس دور جا پھینکا۔ جہاں سے ان کی بو بھی نہ آئے ؎

"جس جگہ جا کے ہوا فوت وہ اللہ کا نبی
کیا ہی منحوس تھا حضرت وہ مکانِ لاہور
اس گڑھے میں ہی خدا نے تمہیں جا کر پھینکا
بڑھ گئی اس لئے اسفل سے بھی شان لاہور"

قادیان چھوڑنا تو الگ انہوں نے تو کسی بات کی بھی اطاعت نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے۔"

یہ شعر قابل غور ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ آپ کے اصل دعویٰ پر چلتے جو مندرجہ بالا شعر سے ظاہر ہے۔ اور ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دیتے۔ انہوں نے خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ بنانا شروع کر دیا۔ حالانکہ برساتی کیڑے بھی بغیر باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت دے۔ آمین + (رحمت اللہ نسیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## وصیت نمبر ۳۲۱۳

میں نذیر احمد ولد ماسٹر عبدالرحمن صاحب قوم راجپوت پیشہ ڈاکٹر عمر ۲۲ سال ساکن قادیان حال آگرہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میں اپنی آمدنی میں سے ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو تا زیست ادا کرتا رہوں گا۔ میری موجودہ آمدنی ماہوار تقریباً ۸۰/- روپے ہے۔ اس وقت میں کسی جائداد کا مالک نہیں ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میری تمام متروکہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو اس تحریر کو پڑھے دعا کرے۔ کہ اللہ مجھے استقامت و خدمت اسلام کی توفیق دے۔

العبد:۔ ڈاکٹر نذیر احمد عفا اللہ عنہ میڈیکل سکول آگرہ۔

گواہ شد:۔ شمس الدین احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ آگرہ۔

گواہ شد:۔ حافظ ملک محمد برادرز ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بقلم خود۔

## وصیت نمبر ۳۲۱۶۳

میں نبی بخش ولد محمد لائق قوم مسن پیشہ مزدوری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن موضع مسن ڈاک خانہ باؤ تحصیل ڈوکری ضلع لڑکانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ مکان غلام واقع موضع مسن ضلع لڑکانہ ملک سندھ جس کی قیمت اندازاً ۱۵۰/- ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ تخمیناً ۲۰/- ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:۔ نبی بخش موصی حال وارد قادیان۔

گواہ شد:۔ سید عبدالرشید احمدی بقلم خود حال وارد قادیان

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم کلرک آرسنل فیروزپور حال وارد قادیان۔

## وصیت نمبر ۳۲۱۷

میں عجب گل ولد غلام محمد قوم جاجی ذات سید افغان پیشہ زمینداری عمر تخمیناً ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن اڑیوب ڈاک خانہ چھاؤنی علی خیل ضلع جاجی وچمکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

۱۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۲۔ اگر میری اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ شدہ سے منہا کر دیجاویگی۔

۳۔ میری اپنے وطن علاقہ افغانستان ضلع جاجی وچمکن میں سمت جنوبی میں صرف زمین ہے۔ کہ اس کا مقدار ۶ اکنال تک ہوگا۔ جس کی کل قیمت وہاں ۵۰۰/- روپے طرب انگریزی ہوتا ہے۔ مگر چونکہ میرے ورثا غیر احمدی ہیں۔ لہذا ان پر اعتبار نہیں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری جائداد متروکہ سے حصہ وصیت کردہ شدہ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دینگے یا نہ۔ پس اس لئے میں اپنی زندگی میں قیمت حصہ وصیت کردہ شدہ کو پانچ سال تک فی سال ۱۰/- روپے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور علاوہ جائیداد سے اگر یہاں میرے مرنے کے بعد مجھ سے کوئی مال یا کوئی جائداد رہگیا۔ اس میں سے حصہ وصیت مطابق ما فوق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حوالہ کی جاویں گے۔

گواہ شد:۔ غلام رسول افغان بقلم خود

گواہ شد:۔ مولوی غلام محمد افغان۔

العبد:۔ موصی عجب گل افغان۔

## وصیت نمبر ۳۱۳۲

میں قاضی بشیر احمد خاں بھٹی ولد قاضی عبدالرحیم صاحب قوم بھٹی پیشہ کتابت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ جنوری ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تخمیناً ۶۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔

گواہ شد:۔ علی محمد کلرک ملٹری اکونٹس لاہور۔

العبد:۔ بشیر احمد خاں بھٹی خوشنویس۔

گواہ شد:۔ محمد عبداللہ فیروزپور


## بہرے سننے لگے

جو لوگ بہرہ پن۔ دماغ میں آوازیں یا زکام کے مریض ہوں انہیں اورل ہرب کمپاؤنڈ کا استعمال نہایت ضروری ہے اس پرانی طرز کی جڑی بوٹیوں سے مرکب دوا سے بیشمار ایسے مریضوں کو جو عرصہ سے امراض بالا میں مبتلا تھے۔ اور جن میں سے اکثر کو ناقابل علاج سمجھا گیا تھا۔ کافی طور سے افاقہ ہو گیا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "میں اکثر اوقات اپنے مریضوں کو اورل ہرب کمپاؤنڈ کا استعمال کراتا ہوں۔ اور ہمیشہ اس دوا کے نتائج کو اطمینان بخش پاتا ہوں۔ قیمت فی بکس صرف تین روپے۔ محصول ڈاک معاف۔ دوا کے متعلق مفصل لٹریچر مفت۔ ملنے کا پتہ

اورل میڈیکیشن کمپنی۔ ۱۶۰ برک بیک روڈ بیکن ہیم انگلستان

Aural Medication Co
160 Birkbeck Road, Beckenham England.


(وصیت دارالاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی نے شائع کیا)